حدیث نبوی اور جماعتہائے مسلمین سلف

(۲)

سلسلہ کے لئے دیکھئے محدث ماہ نومبر ۱۹۳۸ء

ان امور پر تنبیہ کے بعد مجھے یہ بتانا ہے کہ فن حدیث پر اس زمانہ میں جو حملہ کیا جاتا ہے محض بے سمجھی اور لاعلمی کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ جو کسی حقیقت و اصلیت پر مبنی نہیں ہے۔ حدیث صحیح کی مخالفت کرنیوالی جماعت (یعنی منکرین حدیث) نے اسفار حدیث اور کتب اسماء رجال و اصول حدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی علم جرح و تعدیل کا سرسری طور پر بھی مطالعہ نہیں کیا۔ رُواۃ حدیث اور حاملان علم نبوی اور خدامان حدیث و قرآن وعلماء محدثین کے کارناموں اور ان کے حالات کو صحیح طور پر نہیں معلوم کیا۔ جو علوم اسلامیہ صرف و نحو اور لغت کو فہم قرآن کے لئے غیر ضروری سمجھتی ہے۔ اس جہل مرکب کے باوجود یہ جماعت حدیث اور محدثین کرام بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ متبعین نبی علیہ السلام اور محافظین اسلام پر تنقید کرنے چلی ہے۔ عقلمند اور سلیم الطبع انسان غور کر سکتا ہے کہ ایک ایسی بے بضاعت اور علوم اسلام سے بے بہرہ و تہیدست جماعت جس کے دامن میں سوائے چند قیاسی و ظنی سفسطوں اور گنے ہوئے چند غیر مقبول تاریخی حوالوں کے علم و برہان کا کوئی گنجینہ و اندوختہ نہ ہو وہ اس مقدس و برگزیدہ طائفہ عظیم کا مقابلہ کس طرح کر سکتی ہے جس کے پلے میں ساری دنیا کے علوم حقہ اور حجت و برہان علم و معرفت کے بے شمار اسفار و دفاتر محفوظ و متداول ہیں۔ اور جنھوں نے ان ہی علوم و براہین کے زور سے اسلام کو عالم کے گوشہ گوشہ میں چمکا دیا۔ اور دنیا کی کوئی علمی محفل اور کوئی مذہبی جماعت ایسی نہیں جس نے اسلام کے ان اصول کے آگے سر خم نہ کیا ہو اور ان اصول و قوانین کی صداقت و حقانیت کی شہادت دیتے ہوئے ان کی عمدگی استواری اور جامعیت کا اعتراف نہ کیا ہو۔ ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ احادیث کے متعلق جتنے اعتراض کئے جاتے ہیں اور حدیث کی تردید میں جسقدر باتیں کہی جاتی ہیں۔ فن حدیث میں بصیرت رکھنے والے اصحاب کے نزدیک ان کا کچھ بھی وزن اور ان کی نگاہ میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بھی اس قسم کی باتیں ہیں جو مخالفین و معاندین اسلام یہود۔ نصاریٰ۔ ہنود اور آریوں وغیرہ کی طرف سے کہی جاتی ہیں اور درحقیقت سچ پوچھئے تو اس فرقہ نے انھیں مذکورہ بالا فرقوں سے ہی یہ باتیں سیکھی ہیں۔ یہ زمانہ آزادروی اور خود رائی کا زمانہ ہے۔ اکثر لوگوں پر شریعت کے احکام مثلاً نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، صلہ رحمی، اور مواساۃ و ہمدردی و ایثار وغیرہ پر عامل و کاربند ہونا اور ان کا بجالانا شاق و دشوار ہوتا ہے اور ناچ گانا فلم اور تماشوں سود خواری شراب خواری، تھیٹر، سنیما، زناکاری وغیرہ سے بچنا نفس پر بھاری ہوتا ہے کیونکہ عیش اور مزے سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور اکثر امور کی تاکید و ترغیب یا ترہیب قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے اس لئے حدیث سے انکار کیا جاتا ہے تاکہ آزادی کے ساتھ ان امور سے فائدہ اور حظ حاصل کیا جائے

اور لوگوں کی نظروں میں سرخرو اور معزز بنے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ان امور شنیعہ اور ممنوعہ کے ارتکاب کے بعد کوئی شخص اہل دنیا کی نظروں میں سرخرو ہو تو ہو لے۔ مگر اللہ و رسول کے نزدیک ہرگز عزت اور رضامندی حاصل نہیں ہوسکتی۔ صاف ارشاد ہے فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (پ۱۱ س توبہ) پس اگر تم ان سے خوش ہو تو ہو جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور فرمایا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ (پ۲۶ س محمد) یہ (مجرموں اور مرتدوں کو مارنا) اسلئے ہوگا کہ انھوں نے اللہ کو غصہ کرنے والی باتوں کی پیروی کی اور اس کی رضامندی کو ناپسند کیا پس اس نے ان کے عملوں کو اکارت کردیا۔

ہمارے بیان سابق سے اچھی طرح واضح ہوچکا ہے کہ تمام گروہ اسلامی کا ماخذ قرآن وحدیث دونوں ہیں۔ جمیع طوائف نے حدیث کو قرآن کے ساتھ ساتھ لیا ہے اور اس کا سلسلۂ روایت قرآن مجید کی طرح صحابہ کرام اور رسول علیہ السلام تک واصل ومتصل ومنتہی ہوتا ہے۔ پس حدیث کا انکار وابطال کرنا یا اسکو تاریخی حیثیت دینا حقیقت میں اسلامی تعلیمات وروایات کو پس پشت ڈالدینا اور قرآن وحدیث دونوں سے انکار وگریز کرنا اور بیزار رہنا ہے پھر قرآن کو چھوڑ دینے کے بعد انسان کے پاس دولت اسلام کا باقی رہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کے کٹ جانے کے بعد زندگی اور جان کا باقی رہنا۔ پس آدمی کو اختیار ہے کہ حدیث کا انکار کرکے قرآن سے اسلام سے رسول علیہ السلام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین وتبع تابعین سے ائمہ دین واولیاء اللہ اور تمام عباد اللہ الصالحین سے عداوت ودشمنی کرے اور ان سے علیحدہ ہوکر ان کا معاند ومخالف بنے یا حدیث کو مضبوط تھام کر اللہ ورسول کا محبوب صحابہ وتابعین کا عزیز اولیاء اللہ اور نیکوکاروں کا پیارا اور زمرۂ مسلمین میں داخل وشامل ہوکر۔ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا، کا مصداق بنے۔

مخالفت حدیث پر جسقدر تقریریں کی جاتی ہیں سب کے جواب محقق ومدلل علماء اہل حدیث وغیرہم متعدد دفعہ اور مختلف پیرائے میں دیچکے ہیں لیکن منکرین حدیث اپنے انھیں پرانے عذرات واعتراضات کو باربار دہراتے رہتے ہیں اور حق بات کو سنکر بھی خاموش نہیں ہوتے۔ سب سے قوی عذر ترک حدیث کیلئے جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حدیثیں تمام کی تمام ظنی ہیں جس کے ثبوت میں آیات ذیل پیش کرتے ہیں:۔

(۱) وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (پ۱۱ س یونس)

(۲) إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (پ۲۷ س نجم)

(۳) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (پ۱۵ س اسراء)

(۴) إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (پ۱۱ س یونس)

(۵) وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ (پ۸ س انعام)

(۶) إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ (پ۸ س انعام)

مگر ان آیات سے اس مدعا پر استدلال کرنا سخت دہوکے اور غلطی میں واقع ہونا ہے۔ ان آیتوں میں لفظ "ظن" "حق" کے مقابلہ میں بولا گیا ہے اور یہ بمعنیٰ "باطل" ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ ان آیتوں میں شرک و مشرکین کفر اور کفار و بت پرستوں کی مذمت کی گئی ہے اور "توحید" کو "حق" اور کفر و شرک کو "ظن" سے تعبیر کیا گیا ہے جو بمعنیٰ "باطل" ہے اب تفصیل کے ساتھ سنئے! آیت پوری اس طرح ہے:-

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ الخ یعنی اے پیغمبر! ان سے کہدے کیا تمہارے شرکا میں سے کوئی ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہو۔ کہدے اللہ ہی حق کی طرف ہدایت کرتا ہے کیا جو حق کی طرف ہدایت کرے وہ پیروی کے لائق ہے یا وہ جو بغیر ہدایت کرنے کے خود راہ نہیں پاتا پس تمہیں کیا ہوا ہے کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

اس آیت میں شرک کا بیان ہے اور حق کے مقابلہ میں ظن کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شرک پر کوئی برہان و حجت مشرکین کے پاس نہیں ہے محض اٹکل سے اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی طرح آیت ۲۸ کے قبل بھی شرک و مشرکین کا ذکر ہے چنانچہ اس کا اول یوں ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ الخ یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں انھیں اسکا بالکل علم نہیں ہے۔

آیت ۳۶ میں اس کی اوپر کی آیت میں اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کیا گیا ہے اور ان کی ہدایت کے بعد بے ثبوت اور بے دلیل باتوں کی پیروی سے روکا گیا ہے اور کان آنکھ قلب کو کام لانے کا اشارۃً امر فرمایا گیا ہے کہ قابل تصدیق و اتباع امر کو مان کر اس کی اتباع کرنی چاہئے اور ناقابلِ تصدیق اور غلط و بے ثبوت باتوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ (پ ۲۳ س زمر) آیت ۶۶ اسی طرح پر ہے أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ الخ اس آیت میں توحید کا ثبوت اور شرک کا رد کیا گیا ہے اور توحید کے مقابلہ میں شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے پس یہاں بھی لفظ ظن بمقابلہ توحید و حق بولا گیا ہے۔ اور آیت ۱۱۶ میں بھی اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ظن کا استعمال حق کے مقابل ہوتا ہے حق بمعنی توحید و عدم اشراک ہے اور ظن بمعنی کفر و شرک پس ان آیات کو حدیثوں کے ظنی ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا علم و انصاف کا خون کرنا اور قرآن کے ساتھ ظلم عظیم ہے۔

جب قرآن مجید کی ان آیات سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوا تو یہ دعویٰ بے دلیل ہوا جو قابل التفات نہیں اب انھیں اپنے دعوے پر کوئی اور دلیل پیش کرنا چاہئے۔

اب انکا دوسرا عذر سنئے! دوسرا عذر یہ ہے کہ اصلی اور صحیح حدیثوں کے جانچنے کیلئے کوئی آلہ محدثین کے پاس

نہیں ہے۔ اس عذر ثانی کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ان منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ محدثین کے پاس حدیث صحیح کو غیر صحیح سے امتیاز کرنے کا کوئی آلہ نہیں ہے" غلط ہے محدثین کے پاس اس کے اصول و قواعد ضرور موجود ہیں لیکن آپ انھیں تسلیم و قبول نہیں کرتے یا آپ اس سے ناواقف ہیں۔ آپ کے معلوم نہ ہونے یا آپ کے تسلیم نہ کرنے سے اسکا عدم لازم نہیں آتا۔ ہاں اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ ان اصول وضوابط کو رد کرتے ہیں تو کس دلیل و اصول سے رد کرتے ہیں؟ کوئی بھی دلیل اور وجہ صحیح ان کے رد کرنے کی آپ کے پاس نہیں ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ الہامی کلام اور وحی ربانی کے پہچاننے اور معلوم کرنے کیلئے کوئی میزان و معیار اور کوئی اصول آپ کے پاس موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے اسکو بیان کیجئے اور اگر کوئی اصول آپ کے پاس نہیں ہے تو یہ بڑی سخت مصیبت ہے بتلائیے قرآن مجید کو کلام ربانی اور وحی الٰہی کس دلیل سے مانتے ہیں اور اگر کہیں کہ کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر اپنے ایمان بالقرآن کی خبر منائیے آپ کا قرآن پر ایمان ہی صحیح نہیں ہوا اور اگر کہیں کہ قرآن کریم کے وحی اور کلام ربانی ہونے پر دلیل ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ وہ دلیل کونسی ہے بیان کریں جب آپ ہمارے اس مختصر سوال کا جواب دینگے اس وقت ہم اس پر مزید کلام کریں گے۔ اور آپ کے ہی مقرر کردہ اصول سے احادیث کا حجت و دین اور وحی ہونا ثابت کرینگے فی الحال ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ دنیا میں کئی جماعتیں موجود ہیں مثلاً عیسائی، آریہ، یہودی یہ الہامی کلام اپنے پاس ہونے کی مدعی ہیں۔ لیکن بمقابلہ اہل اسلام یہ قومیں اپنی اپنی کتابوں کو الہامی کلام ہرگز نہیں ثابت کرسکتیں کیونکہ اہل اسلام کے پاس وحی اور الہام کے تمیز کا جو معیار ہے وہ نہایت صحیح و قوی اور برتر و جامع ہے اسکے مقابلہ میں ان اہل مذاہب کو بارہا ندامت و ہزیمت فاش حاصل ہوچکی ہے۔

بہرحال یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ اہل ادیان باطلہ جو کلام یا کتاب الہامی کی مدعی ہیں انھوں نے اپنے نزدیک اس کے امتیاز کا معیار مقرر کر رکھا ہے۔ ان کی الہامی کتابوں میں جو مضامین ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ان کی تعلیم بھی روشن ہے لیکن کسی قوم و ملت کی تعلیم اسلام کی پاکیزہ تعلیم کا مقابلہ کرسکتی ہے اس کا فیصلہ ہر سچا مسلمان بلکہ ہر منصف مزاج صحیح الفہم غیر جانب دار کرسکتا ہے۔ اور وہ بالکل کھلا ہوا ہے کہ اسلامی احکام و ہدایات جن کا ماخذ سوائے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے دوسری کوئی چیز نہیں ہے تمام مذاہب و ادیان کے احکام و ہدایات سے ہزار ہا درجہ افضل و بہتر اور جامع و اعلیٰ ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے بعد احادیث صحیحہ دنیا کے تمام مذاہب کے احکام و تعلیمات سے برتر و اشرف اور قابل اقتدا و اتباع ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان احادیث کو تمام اسلامی جماعتوں نے صحیح اور اصل دین تسلیم کیا ہے اور ادلہ شرعیہ میں درجہ ثانیہ پر رکھا ہے۔ اور بالاتفاق جمیع اسلامی طبقوں میں حجت شرعی اور جزء دین قرار دیگئی ہیں قرآن اور حدیث میں اس مدعا پر جو دلائل و ارشادات ہیں وہ اپنے مواقع پر مذکور ہیں۔ فقط